مجلس دعوۃ الحق پرنام بٹ کا تبلیغی و اصلاحی ترجمان

ماہنامہ

دعوۃ الحق

جمادی الاولیٰ ۱۴۴۴ھ مطابق دسمبر ۲۰۲۲ء

ایک ایک گناہ تباہ کرنے کیلئے کافی ہے

گناہ کر کے کوئی شخص ولی نہیں بن سکتا، ایک شخص کے اندر ساری خوبیاں ہیں صرف ایک رشوت لیتے ہوئے پکڑا گیا تو کیا ایسا شخص حکومت میں مقبول ہوسکتا ہے؟ ایک شخص میں بہت ساری خوبیاں ہیں صرف چوری کرتا ہے، بہت ساری خوبیاں ہیں صرف ایک آدمی کو قتل کر دیا ہے تو کیا ایسا شخص حکومت کی نظر میں پسندیدہ ہوسکتا ہے؟ ہرگز نہیں، جب دنیا کا یہ معاملہ ہے کہ ایک بے اصولی اور ایک جرم کی وجہ سے انسان نظروں سے گر جاتا ہے اور اس کی مقبولیت ختم ہوجاتی ہے؛ بلکہ ایسے شخص کو مجرم سمجھا جاتا ہے تو پھر خود ہی فیصلہ کرو کہ گناہ کر کے انسان اللہ کے یہاں کیسے مقرب ہوسکتا ہے، ایک ایک گناہ یہ اژدھا کے مانند ہے کہ انسان کی زندگی تباہ و برباد کرنے کیلئے کافی ہے، ایک ایک گناہ آدمی کو اوپر سے نیچے کی طرف گرا دیتا ہے، جنت سے جہنم میں پہنچا دیتا ہے۔

شیخ المشائخ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نور اللہ مرقدہ

زیر سرپرستی

طبیب الامۃ مرجع العلماء عارف باللہ حضرت اقدس شاہ حکیم محمد کلیم اللہ صاحب دامت برکاتہم

ماہنامہ

دعوۃ الحق

جمادی الاولیٰ ۱۴۴۴ھ مطابق دسمبر ۲۰۲۲ء جلد نمبر ۲۰ شمارہ نمبر ۲

بانی و بفیضِ دُعا

شیخ الاسلام والمسلمین شیخ عارف اللہ محی السنۃ حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

سرپرست

طبیب الامت مرجع العلماء عارف باللہ حضرت اقدس شاہ حکیم محمد کلیم اللہ صاحب دامت برکاتہم

ناظم اعلیٰ مرکز مجلس دعوۃ الحق

مدیر اعلیٰ

حکیم وصی اللہ

ناظم مقامی مجلس دعوۃ الحق

مدیر مسئول

مولانا قاری محمد عارف رحیمی صاحب

ترتیب وتقدیم

علمائے مقامی مجلسِ دعوۃ الحق

طابع وناشر

طابع وناشر حکیم وصی اللہ نے

جے۔یم۔ پراسس چینئی سے چھپوا کر دفترِ دعوۃ الحق پرنام بٹ سے شائع کیا

اندرون ملک

قیمت فی پرچہ..... ۱۰ روپے

سالانہ زرِتعاون..... ۱۰۰ روپے

ششماہی زرتعاون..... ۵۵ روپے

منجانب

مقامی مجلس دعوۃ الحق، پرنام بٹ

خط وکتابت وترسیل کا پتہ

مقامی مجلس دعوۃ الحق، پرنام بٹ، ٹملناڈو۔ (انڈیا)

DAWAT-UL-HAQ

#43 Mulla Street, Pernambut - 635 810.
(Vellore Dist. Tamil Nadu) INDIA
Email: mudeer@dawatulhaq.in
www.dawatulhaq.in

آئینہ

ہر نصیحت ہمارے لئے آئینہ ہے آیئے اپنی سدھار کی فکر کریں

شمار	عناوین	شخصیات	صفحہ
۱	ذکر وفکر	حضرت علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ	۳
۲	خزائن القرآن	حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ	۱۰
۳	خزائن الحدیث	حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ	۱۳
۴	اشرف النصائح	حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ	۱۶
۵	معارفِ ابرار	شیخ المشائخ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نور اللہ مرقدہ	۱۷
۶	فیضانِ کلیم	طبیب الامۃ مرجع العلماء حضرت شاہ حکیم محمد کلیم اللہ صاحب دامت برکاتھم	۱۹
	کشکول معرفت	طبیب الامۃ مرجع العلماء حضرت شاہ حکیم محمد کلیم اللہ صاحب دامت برکاتھم	۲۱
	دردِ دل کی آہ وفغاں	حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ	۲۲
۹	دُرویش کی پند ونصائح	حضرت مولانا شرف الدین یحییٰ منیری نور اللہ مرقدہٗ	۲۵
۱۰	سیرتِ خاصانِ حق	عارف باللہ حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتاب گڈھی نور اللہ مرقدہٗ	۲۷
۱۱	منقبت شیخ	حضرت مولانا محمد کبیر الدین صاحب، ہبلی کرناٹک	۲۸
۱۲	مسائل واحکام	فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی نور اللہ مرقدہ	۲۹
۱۳	انوارِ سنت	عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ	۳۰
۱۴	مہلکات	شیخ المشائخ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نور اللہ مرقدہ	۳۱
۱۵	اسلامی عقائد	شیخ المشائخ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نور اللہ مرقدہ	۳۲

نفس کی ہر وقت دیکھ بھال کرتا رہے، نفس کی چال بڑی باریک اور خفیہ ہوتی

دینی کتب ورسائل کا احترام ہر مسلمان کا فرض ہے

جمادی الاولیٰ ۱۴۴۴ھ

ماہنامہ دعوۃ الحق
جمادی الاولیٰ ۱۴۴۴ھ دسمبر 2022ء

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کا عملی پہلو

حضرت مولانا علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ

صاحبو! محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کس چیز میں اور کیونکر کرنی چاہئے، اس کیلئے آج ہم کو سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عملی پہلو دکھانا ہے، یہ انبیاء کرام علیہم السلام اور بانیان مذاہب کی موجودہ سیرتوں کا وہ باب ہے جو تمام تر خالی اور سادہ ہے لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کا یہی باب سب سے بڑا اور ضخیم ہے۔ موجودہ مذاہب کے بانیوں کی سیرتوں کے تمام صفحے پڑھ جاؤ، دلچسپ تھیوریاں ملیں گی، دل آویز حکایتیں ملیں گی، تقریر کا زور وشور اور فصاحت وبلاغت کا جوش نظر آئے گا، مگر جو چیز نہیں ملے گی وہ عمل، کام اور اپنے احکام ونصائح کو آپ برت کر اور کر کے دکھانا ہے۔

رشتہ داروں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کوئی آپ کے دن رات کے حالات اور اخلاق سے واقف نہ تھا، وہ بچپن سے جوانی تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں رہے تھے، وہ گواہی دیتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنس مکھ، طبیعت کے نرم اور اخلاق کے نیک تھے، طبیعت میں مہربانی تھی، سخت مزاج نہ تھے، کوئی بُرا کلمہ منہ سے نہیں نکالتے تھے، اور لوگوں کے عیب اور کمزوریوں کو نہیں ڈھونڈا کرتے تھے، کسی کی کوئی فرمائش اگر مزاج کے خلاف ہوتی، تو خاموش رہ جاتے۔ آپ کسی

کا دل توڑنا نہیں چاہتے تھے، دل شکنی نہ کرتے تھے بلکہ دلوں پر مرہم رکھتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رؤف ورحیم تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوتیلے فرزند یعنی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پہلے شوہر سے صاحبزادہ حضرت ہند رضی اللہ عنہ جو گویا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پروردہ تھے، گواہی دیتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طبیعت میں نرمی تھی، سخت مزاج نہ تھے، کسی کا دل نہیں دکھاتے تھے، کسی کی عزت کے خلاف کوئی بات نہیں کہتے تھے، کھانا جیسا سامنے آتا کھالیتے اس کو بُرا نہ کہتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے ذاتی معاملہ میں کبھی غصہ نہیں آتا تھا، نہ کسی سے بدلہ اور انتقام لیتے تھے اور نہ کسی کی دل شکنی گوارا کرتے تھے لیکن اگر کوئی حق بات کی مخالفت کرتا تو حق کی طرف داری میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غصہ آجاتا تھا اور اس حق کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوری حمایت فرماتے تھے۔ (شمائل)

یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں ان لوگوں کی شہادتیں ہیں، جو آپ سے بہت نزدیک اور بہت واقف تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کا سب سے روشن پہلو یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بحیثیت ایک پیغمبر کے اپنے پیروؤں کو جو نصیحت فرمائی، اس پر سب سے پہلے خود عمل کر کے دکھادیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو خدا کی یاد اور محبت کی نصیحت کی۔ شب وروز میں کم کوئی ایسا لمحہ تھا جب آپ کا دل خدا تعالیٰ کی یاد سے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان خدا کے ذکر سے غافل ہو۔ اُٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، کھاتے پیتے، سوتے جاگتے، اوڑھتے، ہر حالت میں اور ہر وقت خدا تعالیٰ کا ذکر اور اس کی حمد زبان مبارک

پر جاری رہتی تھی۔ آج حدیث کی کتابوں کا کثیر حصہ ان کلمات اور دُعاؤں کے بیان میں ہے جو مختلف حالت اور مختلف وقتوں کی مناسبت سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان فیض اثر سے ادا ہوئیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو نماز کا حکم دیا، مگر خود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حال کیا تھا؟ عام پیروؤں کو تو پانچ وقت کی نماز کا حکم تھا، مگر خود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آٹھ وقت نماز پڑھتے تھے، طلوع آفتاب کے بعد اشراق، کچھ اور دن چڑھنے پر چاشت، پھر ظہر، پھر عصر اور پھر مغرب، پھر عشا، پھر تہجد، پھر صبح، عام مسلمانوں پر تو صبح کو دو رکعتیں، مغرب کی تین اور بقیہ اوقات میں چار چار رکعتیں فرض ہیں گویا کُل شب و روز میں سترہ رکعتیں ہیں، مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر روز کم و بیش پچاس ساٹھ رکعتیں ادا فرمایا کرتے تھے، پنج وقت نماز کی فرضیت کے بعد تہجد کی نماز عام مسلمانوں سے معاف ہوگئی تھی، مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو بھی تمام عمر ہر شب ادا فرماتے رہے اور پھر کیسی نماز کہ رات رات بھر کھڑے کے کھڑے رہ جاتے، کھڑے کھڑے پائے مبارک میں ورم آجاتا۔

یہ تھا خدا کی عبادت گذاری اور یاد کا عملی نمونہ!.....

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روزے کا حکم دیا، عام مسلمانوں پر سال میں تیس دن کے روزے فرض ہیں، مگر خود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کیفیت کیا تھی؟ کوئی ہفتہ اور کوئی مہینہ روزوں سے خالی نہیں جاتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو دن بھر سے زیادہ روزہ رکھنے کی ممانعت فرمائی، مگر خود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ حال تھا کہ کبھی کبھی دو دو، تین تین دن

بیچ میں کچھ کھائے پیئے بغیر مسلسل روزہ رکھتے تھے، اور اس عرصے میں ایک دانہ بھی منہ میں نہیں جاتا تھا۔ سال میں دو مہینے شعبان اور رمضان پورے کے پورے روزے میں گذرتے تھے۔ ہر مہینہ کے ایام بیض (۱۳، ۱۴، ۱۵) میں روزے رکھتے۔ محرم کے دس دن اور شوال کے چھ دن روزوں میں گذرتے۔ ہفتہ میں دوشنبہ اور جمعرات کا دن روزوں میں بسر ہوتا۔

یہ تھا روزوں سے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عملی نقشۂ زندگی.....

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو زکوٰۃ وخیرات کا حکم دیا تو پہلے خود اس پر عمل کر کے بھی دکھادیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ تم سب کچھ چھوڑ کر میرے پیچھے آؤ، نہ گھر بار لٹادینے کا حکم فرمایا، نہ آسمان کی بادشاہت کا دروازہ ہی دولت مندوں پر بند کیا بلکہ صرف یہ حکم دیا کہ اپنی کمائی میں سے کچھ دوسروں کو دے کر خدا کا حق بھی ادا کرو۔ ''وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ'' مگر خود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمل یہ رہا کہ جو کچھ آیا خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ ہوگیا، اپنے لئے کچھ نہ تھا بلکہ وہی فقر وفاقہ تھا۔ فتح خیبر کے بعد یعنی ۷ھ سے یہ معمول تھا کہ سال بھر کے خرچ کیلئے تمام ازواج مطہرات کو غلہ تقسیم کردیا جاتا تھا مگر سال تمام بھی نہیں ہونے پاتا تھا کہ غلہ تمام ہوجاتا تھا۔ اور فاقہ شروع ہوجاتا تھا کیونکہ غلہ کا بڑا حصہ اہل حاجت کی نذر کردیا جاتا تھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور سب سے زیادہ سخاوت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان المبارک میں فرماتے

تھے، تمام عمر کسی کے سوال کے جواب میں ''نہیں'' کا لفظ نہیں فرمایا۔ کبھی کوئی چیز تنہا نہیں کھاتے تھے۔ کتنی ہی تھوڑی چیز ہوتی مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب حاضرین کو اس میں شریک کر لیتے تھے، لوگوں کو عام حکم تھا کہ ''جو مسلمان قرض چھوڑ کر جائے اس کی اطلاع مجھے دو کہ میں اس کا قرض ادا کروں گا اور اگر اس نے ترکہ چھوڑا ہو تو اس کے حقدار اس کے وارث ہوں گے''۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ رات کو میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک راستہ سے گذر رہا تھا، راہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''ابوذر! اگر اُحد کا یہ پہاڑ میرے لئے سونا ہو جائے تو میں کبھی پسند نہ کروں کہ تین راتیں گذر جائیں اور اس میں سے ایک دینار بھی میرے پاس رہ جائے۔ البتہ یہ کہ کسی قرض کے ادا کرنے کیلئے کچھ رکھ چھوڑوں۔ دوستو! یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صرف خوشنما الفاظ نہ تھے بلکہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عزم صادق کا اظہار تھا اور اسی پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمل تھا، بحرین سے ایک دفعہ خراج کا لدا ہوا خزانہ آیا، فرمایا کہ صحن مسجد میں ڈال دیا جائے، صبح کی نماز کیلئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو دیکھنے والے کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خزانہ کے انبار کی طرف نظر اُٹھا کر بھی نہ دیکھا، نماز کے بعد ڈھیر کے پاس بیٹھ گئے اور تقسیم کرنا شروع کر دیا، جب سب ختم ہو گیا، تو دامن جھاڑ کر اس طرح کھڑے ہوئے کہ یہ گویا کوئی غبار تھا جو دامن مبارک پر پڑ گیا تھا۔

یہ تھی اس باب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کی عملی مثال.....

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زہد و قناعت کی تعلیم دی، لیکن اس راہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کا طرز عمل کیا تھا؟ سن چکے ہو کہ عرب کے گوشہ گوشہ سے جزیہ خراج، عشر اور زکوٰۃ وصدقات کے خزانے لدے چلے آتے تھے، مگر امیر عرب کے گھر میں وہی فقر تھی اور وہی فاقہ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہا کرتی تھیں کہ حضورؐ اس دنیا تشریف لے گئے، مگر دو وقت بھی سیر ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کھانا نصیب نہیں ہوا۔ وہی بیان کرتی ہیں کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی تو گھر میں اس دن کے کھانے کیلئے تھوڑے سے جو کے سوا کچھ موجود نہ تھا اور چند سیر جو کے بدلہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زرہ ایک یہودی کے یہاں رہن تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ فرزند آدم کو ان چند چیزوں کے سوا اور کسی چیز کا حق نہیں۔ رہنے کو ایک جھونپڑا، تن ڈھانکنے کو ایک کپڑا، پیٹ بھرنے کو روکھی سوکھی روٹی اور پانی۔ (ترمذی) یہ محض الفاظ کی خوشنما بندش نہ تھی، بلکہ یہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرز زندگی کا عملی نقشہ تھا۔ رہنے کا مکان ایک حجرہ تھا، جس میں کچی دیوار اور کھجور کے پتوں اور اونٹ کے بالوں کی چھت تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آپ کا کپڑا کبھی تہہ کر کے نہیں رکھا جاتا تھا یعنی جو بدن مبارک پر کپڑا، ہوتا تھا اس کے سوا کوئی کپڑا نہیں ہوتا تھا جو تہہ کیا جاتا۔ ایک سائل خدمت اقدس آیا اور بیان کیا کہ سخت بھوکا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ازواج مطہرات کے پاس کہلا بھیجا کہ کچھ کھانے کو ہو تو بھیج دیں، ہر جگہ سے یہی جواب آیا کہ گھر میں پانی کے سوا کچھ نہیں ہے۔

ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ مسجد میں زمین پر لیٹے ہیں، اور بھوک کی تکلیف سے کروٹیں بدل رہے ہیں۔ ایک دفعہ صحابہ

نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں فاقہ کشی کی شکایت کی اور پیٹ کھول کر دکھائے کہ ان پر ایک پتھر بندھا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شکم مبارک کھولا تو ایک کی بجائے دو پتھر بندھے تھے، یعنی دو دن سے فاقہ تھا، اکثر بھوک کی وجہ سے آواز میں کمزوری اور نقاہت آجاتی تھی، ایک دن دولت خانے سے نکلے تو بھوکے تھے، حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے وہ نخلستان کھجور لائے اور کھانے کا سامان کیا، کھانا جب سامنے آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک روٹی پر تھوڑا سا گوشت رکھ کر فرمایا کہ یہ فاطمہ کو بھجوادو، کئی دن سے اس کو کھانا نصیب نہیں ہوا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ ''انسان کیلئے دنیا میں اتنا ہی کافی ہے جس قدر ایک مسافر کو زادِ راہ!'' یہ قول تھا، اور عمل یہ تھا کہ ایک دفعہ کچھ جان نثار ملنے آئے تو دیکھا کہ پہلو میں چٹائی کے نشان پڑ گئے ہیں۔ عرض کی یارسول اللہ! ہم لوگ ایک نرم گدز بنا کر حاضر کرنا چاہتے ہیں۔ فرمایا مجھ کو دنیا سے کیا غرض؟ مجھکو دنیا سے اسی قدر تعلق ہے جس قدر اس سوار کو جو راستہ چلتے تھوڑی دیر کیلئے کہیں سایہ میں آرام کرتا ہے اور پھر آگے بڑھ جاتا ہے۔ ۹ھ میں جب اسلام کی حکومت یمن سے شام تک پھیلی ہوئی تھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے توشہ خانہ کی مالیت یہ تھی: جسم مبارک پر ایک تہبند، ایک کھری چارپائی، سرہانے ایک تکیہ جس میں خرمے کی چھال بھری تھی، ایک طرف تھوڑے سے جو، ایک کونے میں ایک جانور کی کھال، کھونٹی میں پانی کے مشکیزے۔

ماہنامہ دعوۃ الحق
جمادی الاولیٰ ۱۴۴۴ھ دسمبر 2022ء

اسلامی معاشرہ

حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَ كَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ۔

فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً وَّاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۔ (الحجرات: ۷)

قرآن مجید صحیح اسلامی معاشرہ کا معیار یہ پیش کرتا ہے کہ اس کے ضمیر وخمیر میں صالح اقدار واخلاق کی محبت رچ بس گئی ہو اور اس کا مزاج بن گئی ہو، اس کو فسق سے، ظلم سے اور نفس پرستی سے طبعی ومزاجی طور پر وحشت اور اِبا ہو، اس میں کوئی ایسی دعوت جس میں سرکشی، ہواوہوس، انسانوں کے حقوق کی پامالی، انسانی طبیعت کو بے مہار چھوڑ دینے کی دعوت ہو، جس میں تفریح طبع یا نفس کی خواہشات وجذبات کی تسکین کیلئے بڑے سے بڑے ملی اور اجتماعی مفاد کو قربان کردینے کی صلاحیت ہو اس دعوت وتحریک سے یہ معاشرہ اِبا اور انکار کررہا ہو اور اس کو اس سے ایسی نفرت ہو جس کو اُردو میں ''گھن آنا'' کہتے ہیں، اس کو اس کے معاملہ میں

ایسی کیفیت کا سامنا کرنا ہوتا ہو جس کو تکدر و تنغّص کے الفاظ سے ادا کیا جاسکتا ہے۔

قرآن مجید اس اسلامی معاشرہ کے بارہ میں (جس کی بنیاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت وتربیت اور قرآن مجید کی تعلیمات پر پڑی تھی) شہادت دیتا ہے، قرآن کہتا ہے:-

''وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ۔ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً وَّاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ۔ (الحجرات:۷)''

''لیکن خدا نے تم کو ایمان عزیز بنایا، اور اس کو تمہارے دلوں میں سجادیا اور کفر اور گناہ اور نافرمانی سے تم کو بیزار کردیا، ایسے ہی لوگ تو راہ راست پر ہیں، اللہ کے فضل وانعام سے''۔

جو حضرات عربی داں ہیں وہ ان الفاظ کی قوت کو اور ان کا جو درجۂ حرارت ہوتا ہے، (الفاظ کا بھی ایک ٹمپریچر ہوتا ہے وہ اہل زبان ہی سمجھتے ہیں) یعنی تمہیں ایمان اور اس کے مظاہر کو دیکھ کر وہ مسرت واہتزاز اور انبساط کی وہ کیفیت حاصل ہوتی ہے جو کسی جمیل سے جمیل پیکر، اور کسی دلکش سے

دلکش چیز سے طبعی طور پر حاصل ہوتی ہے، ''وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ'' یہ عقیدہ اور عقل وشعور کے دائرہ سے آگے کی بات ہے، یہ ایک طبعی ونفسیاتی کیفیت ہے، معاشرہ اوران صالح اقدار واخلاق اور مفید ونافع دعوتوں کے درمیان وہ رشتہ قائم ہوجائے جس کو کسی عملی دلیل، اور عمیق غور وفکر کی ضرورت نہ ہو، خود بخود دل اس کی طرف کھنچے۔

اس کیلئے اتنا ہی کافی تھا لیکن قرآن مجید کا اعجاز اور فطرت انسانی کی وہ عمیق ودقیق معرفت ہے جو صرف خالق کائنات کو حاصل ہوتی ہے کہ اس کے بالمقابل صفتوں کا بھی ذکر کیا، اور فرمایا:-

''وَ كَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ''

اور ناگوار وناخوش گوار، اور گویا ناقابل برداشت بنادیا، کفر کو فسق کو، عصیان ونافرمانی کو، وہ اسلامی معاشرہ جو دنیا کیلئے قابل تقلید ہوسکتا ہے، جس کی بنیادیں مضبوط ومستحکم ہیں، جو زمانہ کی گرم وسرد ہواؤں کا مقابلہ کرسکتا ہے، جو ہر قسم کے امتحانات اور آزمائشوں سے کامیاب طریقہ پر گذر سکتا ہے، یہ وہ معاشرہ ہے جس کے اندر نیکی کی محبت رچ بس گئی ہو، اس کے رگ وپے میں سرایت کرگئی ہو،

ماہنامہ دعوۃ الحق
جمادی الاولیٰ ۱۴۴۴ھ دسمبر 2022ء

درود شریف قبولیت کا وسیلہ

حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوفٌ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَا يَصْعَدُ مِنْهُ شَيْءٌ حَتّٰى تُصَلِّيَ عَلٰى نَبِيِّكَ۔

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: دُعاء آسمان اور زمین کے درمیان ہی رُکی رہتی ہے اوپر نہیں جاسکتی جب تک کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود نہ بھیجا جائے۔

تشریح: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ دُعاء کے بعد بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا چاہئے۔ وہ دُعاء کی قبولیت کا خاص وسیلہ ہے۔ حصن حصین میں شیخ ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا گیا ہے، انھوں نے فرمایا کہ درود شریف (جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں ایک اعلیٰ واشرف دُعاء ہے) وہ تو اللہ تعالیٰ ضرور ہی قبول فرماتا ہے، پھر جب بندہ اپنی دُعاء سے پہلے بھی اللہ تعالیٰ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں دُعاء کرے اور اس کے بعد بھی دُعاء کرے تو اس کے کرم سے یہ بہت ہی بعید ہے کہ وہ اول وآخر کی دُعائیں تو قبول کرلے اور درمیان کی اس بے چارے کی دُعاء رَد کردے، اس لئے پوری اُمید رکھنی چاہئے کہ جس دُعاء کے اول وآخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلاۃ بھیجی جائے گی، وہ ان شاء اللہ ضرور قبول ہوگی۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَيَّ فَقُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ

وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب تم مجھ پر درود بھیجو تو اس طرح کہا کرو ''اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔''

تشریح: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے روایت کردہ درود میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام پاک آپ کی امتیازی صفت اور خاص لقب ''النبی الامی'' کے اضافہ کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے، قرآن مجید میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ صفت ایک خاص نشانی اور پہچان کے طور پر ذکر کی گئی ہے ''اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَکْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰةِ وَالْاِنْجِیْلِ'' اس آیت میں اشارہ ہے کہ تورات وانجیل میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر اس صفت کے ساتھ کیا گیا تھا ''اُمی'' کے معنی ہیں ''بے پڑھے لکھے'' مطلب یہ ہے کہ جو علم وہدایت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لے کر آئے، وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی استاد یا کتاب سے حاصل نہیں کیا ہے، بلکہ براہِ راست اللہ تعالیٰ کی تعلیم سے حاصل ہوا ہے، لکھنے پڑھنے کے لحاظ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالکل ویسے ہی ہیں جیسے ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے تھے۔ ظاہر ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس صفت اور اس لقب میں ایک خاص محبوبیت ہے اور اس

چھوٹے سے لفظ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت ورسالت کی ایک بڑی روشن دلیل پیش کردی گئی ہے۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰهِ مَلٰئِكَةً سَيَّاحِيْنَ فِي الْاَرْضِ يُبَلِّغُوْنِيْ مِنْ اُمَّتِيَ السَّلَامَ۔

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے: اللہ کے کچھ فرشتے ہیں جو دنیا میں چکر لگاتے رہتے ہیں اور میری اُمتیوں کا صلاۃ وسلام مجھے پہنچاتے ہیں۔

تشریح: ایک دوسری حدیث میں جس کو طبرانی وغیرہ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، یہ بھی تفصیل ہے کہ صلاۃ وسلام پہنچانے والا فرشتہ بھیجنے والے اُمتی کے نام کے ساتھ صلاۃ وسلام پہنچاتا ہے، کہتا ہے: ''يَا مُحَمَّدُ صَلّٰى عَلَيْكَ فُلَانٌ كَذَا وَ كَذَا'' (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!) تمہارے فلاں اُمتی نے تم پر اس طرح صلاۃ وسلام بھیجا ہے اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی اسی حدیث کی بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ وہ فرشتہ صلاۃ وسلام بھیجنے والے اُمتی کا نام اس کی ولدیت کے ساتھ ذکر کرتا ہے، یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کرتا ہے ''يَا مُحَمَّدُ صَلّٰى عَلَيْكَ فُلَانُ بْنُ فُلَان'' کتنی خوش قسمتی ہے اور کتنا ارزاں سودا ہے جو اُمتی اخلاص کے ساتھ صلاۃ وسلام عرض کرتا ہے، وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اس کے نام اور ولدیت کے ساتھ فرشتے کے ذریعے پہنچتا ہے اور اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ عالی میں اس بے چارے مسکین اُمتی اور اس کے باپ کا ذکر بھی آجاتا ہے۔

ماہنامہ دعوۃ الحق
جمادی الاولیٰ ۱۴۴۴ھ دسمبر 2022ء

مجالسِ حکیم الامتؒ

حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نوراللہ مرقدہٗ

حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ کے اصلاحی ملفوظات جو روحانی زندگی میں عجیب انقلاب پیدا کرتے ہیں

فرمایا کہ آج کل درویشی کے لباس میں ہزاروں راہزن اور ڈاکو مخلوق کے دین پر ڈاکہ مارتے پھرتے ہیں قسم قسم کے شعبدے اور طلسم دکھا دکھا کر پھنساتے پھرتے ہیں ادھر لوگوں میں بھی عقل اور فہم کا اس قدر قحط ہو گیا ہے کہ ایسے ڈاکوؤں کو درویش اور بزرگ سمجھ کر ان کے ہاتھوں پر اپنے ایمان اور دین کو خراب و برباد کرتے ہیں بھوپال میں ایک ایسے ہی درویش پہنچے۔ بڑے بڑے دنیاداروں کو اپنے تصرف سے جذب کرتے پھرتے تھے۔ اس زمانہ میں وہاں پر حافظ ضامن صاحب کے صاحبزادے حافظ محمد یوسف صاحب تحصیلدار بھی تھے ان کے پاس بھی وہ درویش پہنچے اور جا کر ایک کونے میں کھڑے ہو کر توجہ سے تصرف شروع کیا حافظ صاحب کو اس کا احساس ہو گیا اور اس کی طرف متوجہ ہو کر یہ شعر پڑھا ؎

سنبھل کے رکھنا قدم دشت خار میں مجنوں　　کہ اس نواح میں سودا برہنہ پا بھی ہو

شعر پڑھنا تھا کہ دھڑام سے زمین پر گر پڑا بے ہوش ہو گیا ہوش آنے پر ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہو گیا حافظ صاحب نے کہا کہ جاؤ کیوں مخلوق کو گمراہ کرتے پھرتے ہو ان باتوں کو چھوڑو اتباع سنت اختیار کرو پھر فرمایا کہ ایسے تصرفات مشق سے حاصل ہو سکتے ہیں۔

ماہنامہ دعوۃ الحق
جمادی الاولیٰ ۱۴۴۴ھ دسمبر 2022ء

اِرشاداتِ محی السنہؒ

مرتب: عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ

شیخ المشائخ محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نور اللہ مرقدہ کے روح پرور انقلابی اور معرفت سے بھرپور مجالس پیشِ خدمت ہیں۔

ایک برائی اُس میں یہ ہے کہ جب آدمی دنیا سمیٹنے کے پیچھے پڑ جاتا ہے تو پھر اس کو حلال وحرام کا کچھ خیال نہیں رہتا، نہ اپنا اور پرایا حق سوجھتا ہے نہ جھوٹ اور دغا کی پروا ہوتی ہے۔ بس یہی نیت رہتی ہے کہ کہیں سے آئے لے کر بھر لو۔ اسی واسطے حدیث میں آیا ہے کہ دنیا کی محبت سارے گناہوں کی جڑ ہے۔ جب یہ ایسی بری چیز ہے تو ہر مسلمان کو کوشش کرنا چاہئے کہ اس بلا سے بچے اور اپنے دل سے اس کی محبت باہر کرے۔

سو علاج اس کا ایک تو یہ ہے کہ موت کو کثرت سے یاد کرے اور ہر وقت سوچے کہ یہ سب سامان ایک دن چھوڑنا ہے۔ پھر اس میں جی لگانا، کیا فائدہ، بلکہ جس قدر زیادہ جی لگے گا اسی قدر چھوڑتے وقت حسرت ہوگی۔

دوسرے بہت سے علاقے نہ بڑھائے۔ یعنی بہت سے آدمیوں سے میل جول نہ بڑھائے۔ ضرورت سے زیادہ سامان، چیز، مکان، جائیداد جمع نہ کرے۔ کاروبار، روزگار، تجارت حد سے زیادہ نہ پھیلائے۔ ان چیزوں کو ضرورت اور آرام

تک رکھے، غرض سب سامان مختصر رکھے۔

تیسرے فضول خرچی نہ کرے۔ کیونکہ فضول خرچی کرنے سے آمدنی کی حرص بڑھتی ہے اور اس کی حرص سے سب خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔

چوتھے موٹے کھانے، کپڑے کی عادت رکھے۔

پانچویں غریبوں میں زیادہ بیٹھے امیروں سے بہت کم ملے کیونکہ امیروں سے ملنے میں ہر چیز کی ہوس پیدا ہوتی ہے۔

چھٹے جن بزرگوں نے دنیا چھوڑی ہے ان کے قصے حکایتیں دیکھا کرے۔

ساتویں جس چیز سے دل کو زیادہ لگاؤ ہو اس کی خیرات کردے یا بیچ ڈالے۔

ان شاء اللہ ان تدبیروں سے دنیا کی محبت دل سے نکل جائے گی اور دل میں جو دور کی امنگیں پیدا ہوتی ہیں کہ یوں جمع کریں، یوں سامان خریدیں، یوں اولاد کے لئے مکان اور گاؤں چھوڑ جائیں، جب دنیا کی محبت جاتی رہے گی تو یہ اُمنگیں خود بخود ختم ہوجائیں گی۔

عیش دنیا ہیچ ہے، دنیائے فانی ہیچ ہے
ہیچ ہے وہ چیز جو ہو آنی جانی ہیچ ہے
ذکر فانی بھی عبث ہے یہ کہانی ہیچ ہے
جس کا ہو انجام غم وہ شادمانی ہیچ ہے
عیش میں ہے بس وہی دنیا سے جو آزاد ہے

ملفوظاتِ طبیب الامت

مرتب: حضرت مولانا مفتی خواجہ معصوم ثاقب صاحب مدظلہ

طبیب الامۃ مرجع العلماء حضرت شاہ حکیم کلیم اللہ صاحب دامت برکاتہم کی صحبت کیمیاء اثر کے چند نقوش جو قارئین دعوۃ الحق کے پیش خدمت ہیں

مومن کی شان تو یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنے رب کو راضی کرنے کی فکر کرتا ہے، وہ ہمہ وقت اسی ادھیڑ بن میں لگا رہتا ہے کہ کسی بھی طرح میرا رب مجھ سے راضی ہوجائے، علماء کرام سے رجوع کرتا ہے کہ مجھے راستہ بتائیں کہ میں کس راستے پر چلوں، راستہ پوچھنا ضروری ہے ورنہ انسان قدم قدم پر ٹھوکر کھائے گا۔ ہماری خام خیالی یہ ہے کہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ دین کی ساری معلومات ہمیں ہے، یاد رکھو ایسے ہی لوگ بھٹک جاتے ہیں۔

انسان کو جو کُل مدت حیات دی گئی ہے جب اس کا تجزیہ کیا گیا کہ کتنا وقت زندگی میں ملتا ہے تو پتہ چلا کہ پچیس سے تیس سال ملا کرتے ہیں، وہ اس طرح کہ بیس سے پچیس سال کی عمر انسان تحصیل علوم میں مصروف رہتا ہے اسکے بعد ملازمت کا دور شروع ہوتا ہے پھر ریٹائر ہوجاتا ہے تو غور کریں اس عمر کو ہم نے کہاں گنوایا، کس کام میں خود کو مصروف رکھا، جو لوگ عقلمند ہوتے ہیں وہ ابتداء سے ہی اپنی اور اپنے بچوں کی نگرانی کرتے ہیں، ان کی خواہش ہوتی ہے کہ ان کا بچہ بھی نیک و صالح بنے، اپنے بچوں کو بزرگوں کے پاس لے جاتے ہیں اور ان سے دعائیں

کراتے ہیں، اللہ تعالیٰ اہل اللہ کی دعاؤں کی برکت سے ان کے بچوں کو نیک وصالح بنا دیتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ انسان اگر خود صالح بن جاتا ہے تو اس کی اولاد بھی نیک بن جاتی ہے۔ ہم خود اللہ تعالیٰ کی کتنی نافرمانی کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ہماری اولاد سو فیصد ہماری مطیع اور فرمانبردار ہوجائے، یہی وجہ ہے کہ ہم پریشان حال ہیں، انسان کا مقصد صرف کمانا نہیں ہے، دنیا تھوڑے ہی دنوں کی ہے، خواہ لاکھ صلاحیت کیوں نہ ہو ایک مدت مقرر ہے اتنے ہی دنوں تک انسان ملازمت کرسکتا ہے اس کے بعد حکومت اسے ریٹائر کردیتی ہے، خواہ کتنا ہی قابل کیوں نہ ہو جہاں انسان کے اعضاء میں کمزوری شروع ہوئی اس کے بعد اسے کوئی ملازمت پر نہیں رکھتا ہے لیکن دین کا معاملہ اسکے برعکس ہے۔

دین کو حاصل کرنے میں انسان جتنی مشقت برداشت کرتا جاتا ہے اسی قدر اسکے درجات بلند ہوتے جاتے ہیں، لوگ مثال دیتے ہیں کہ بھائی یہ پرانے حافظ جی ہیں، بڑے مشاق ہیں، ان کو بڑا اچھا یاد ہے اور رہا معاملہ دنیا کا تو اس میں مصروف آدمی کا حافظہ بھی کمزور ہوجاتا ہے، دیکھا نہیں ہے بہت سے ضعیف لوگ نسیان کی شکایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ انہیں باتیں یاد نہیں رہتیں، جلد ہی باتوں کو بھول جاتا ہوں۔ کتنے ہی واقعات اس قسم کے ہیں جن کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ کیسے کیسے قابل لوگ تھے لیکن اب بالکل معذور ہورہے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ زندگی میں کام کے ایام بہت تھوڑے ہوتے ہیں اور انسان کو اس میں اپنی اور اپنی اولاد کی اصلاح کے لئے اور آخرت کی درستگی کے لئے فکر کرنے کی ضرورت ہے۔

نصائح طبیب الامت

طبیب الامۃ مرجع العلماء حضرت شاہ حکیم محمد کلیم اللہ صاحب دامت برکاتہم

(۱) پنج وقتہ نماز باجماعت؛ بالخصوص فجر کی نماز باجماعت کا اہتمام کیا جائے۔

(۲) فرائض کے بعد یا کسی اور وقت دو رکعت نفل نماز پڑھ کر پورے عالم اور مسلمانوں کے امن وچین کی زندگی کیلئے رو رو کر دُعاء کرنا، رونا نہ آئے تو رونے کی شکل بنالے۔

(۳) ہر قسم کے گناہوں سے؛ بالخصوص ظلم کرنے سے بچنے کا اہتمام رکھا جائے۔

(۴) کسی خاص امر اور مشکل کام میں اپنے بزرگوں اور علماء کرام کی طرف رجوع ہونا اور ان سے مشورہ کرنا۔

(۵) اپنی حفاظت اور بقاء کے جو ظاہری اسباب ہیں، قانونِ شریعت اور قانونِ حکومت کا لحاظ رکھتے ہوئے اس کو اختیار کرنا۔

(۶) روزانہ کسی وقت تھوڑی دیر سیرتِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پڑھنا اور سننا۔

(۷) روزانہ کسی بھی وقت ''لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْم'' (حالات کو بدلنے اور ہر قسم کی قوت صرف اللہ ہی کے قبضہ میں ہے، جو بہت بلند شان اور عظمتوں والا ہے) پانچ سو مرتبہ پڑھ کر توجہ سے دُعاء کرنا۔

(۸) سورۂ اخلاص، سورۂ فلق اور سورۂ ناس تین تین مرتبہ فجر ومغرب کے بعد پڑھنا۔

ماہنامہ دعوۃ الحق
جمادی الاولیٰ ۱۴۴۴ھ دسمبر 2022ء

روحِ تصوف

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت استاد الخواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ طائفہ صوفیہ رحمۃ اللہ علیہ اس بارے میں مختلف ہیں۔ بعض حضر کو سفر پر ترجیح دیتے ہیں اور ساری عمر سوائے فرض کے جیسے حج ہے کوئی سفر نہیں کیا اور اکثر عمر ان کی اقامت وحضر ہی میں گذری جیسے حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ اور سہل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ اور ابو یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ اور ابو حفص رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم اور بعض حضرات نے سفر کو حضر پر ترجیح دی ہے اور اکثر عمر سفر ہی میں گذاری یہاں تک کہ دنیا سے رخصت ہو گئے۔ مثل ابو عبداللہ مغربی رحمۃ اللہ علیہ اور ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم نے اور بہت سے مشائخ نے زمانہ شباب اور اوائل عمر میں سفر اختیار کیا پھر آخر میں سفر ترک کر کے ایک جگہ قیام کر لیا۔ جیسے حضرت ابو عثمان حیری رحمۃ اللہ علیہ اور شبلی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ۔ اور ان میں سے ہر ایک کے کچھ اصول ہیں جن پر انہوں نے اپنے طریقہ کی بناء کی۔ حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اصل شرط اس طریق کی اجتماع خواطر ہے، (یعنی خیالات کو ایک مرکز پر جمع کرنا) اور قلب کو مشوش کرنے والے اُمور سے پرہیز کرنا (اور اجتماع خواطر کسی کو سفر میں حاصل ہوتا ہے کسی کو حضر میں) پس جس کو حضر میں حاصل ہوا اس نے حضر کو اختیار کر لیا اور جس کو سفر میں حاصل ہوا اس نے سفر کو اختیار کر لیا اور جس کو یہ جمعیت کبھی سفر میں اور کبھی حضر میں حاصل ہوئی اس نے ہر وقت کے مناسب سفر یا حضر کو اختیار کر لیا۔ اور حضرت یعقوب سوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مسافر سفر میں چار چیزوں کا محتاج ہے۔ ایک علم جو اس کی

اصلاح کرتا رہے (یعنی اس کو سیدھے راستے پر چلائے اور کجروی سے بچائے) دوسرے تقویٰ جو اس کو ناجائز چیزوں میں مبتلا ہونے سے محفوظ رکھے۔ تیسرے شوق جو اس کو اعمال صالحہ پر آمادہ کرے (یعنی انسباط وانشراح جو اس کو اوراد ومعمولات کو پورا کرنے پر آمادہ رکھے اور بوجہ سفر کے اس کے اندر سستی نہ آنے دے۔ اور چوتھے خلق جو اس کی حفاظت کرے یعنی جس کے سبب ان لوگوں سے تنگدل اور پریشان نہ ہو جن سے ان کو ایذا پہنچے) حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص ان چاروں کا جامع نہ ہو اس کی حالت کے مناسب یہی ہے کہ وہ سفر چھوڑ دے اور کسی شیخ کی خدمت کو لازم پکڑے جو اس کی تادیب واصلاح کرے۔

صحبت تین قسم کی ہیں۔ اول اُس شخص کے ساتھ جو رُتبہ میں تم سے بڑا ہے اور اس شخص کے ساتھ صحبت درحقیقت خدمت ہے۔ دوسرے صحبت اس شخص کے ساتھ جو مرتبہ میں تم سے چھوٹا ہے اور یہ قسم صحبت کی متبوع (یعنی بڑے) پر شفقت ورحمت کو لازم قرار دیتی ہے اور تابع (یعنی چھوٹے) پر موافقت اور تعظیم واحترام کو واجب کرتی ہے۔ تیسرے برابر درجہ کے لوگوں کی صحبت ہے اور اس کا مبنیٰ ایثار اور عالی ظرفی پر ہے (یعنی مناسب یہ ہے کہ اپنے رفقاء کے ساتھ ایثار اور عالی ظرفی کا مظاہرہ کرے) پس جو شخص کسی ایسے شیخ کی صحبت میں رہے جو مرتبہ میں اس سے بڑا ہے تو لائق اس کیلئے یہ ہے کہ (اس کے افعال واقوال پر) اعتراض نہ کرے (بلکہ) جو کچھ اس سے ظاہر ہو اس کو کسی اچھے محمل پر محمول کرے اور اس کے احوال کی تصدیق کرے۔ میں نے منصور بن خلف مغربی سے سنا جبکہ ان سے ہمارے بعض رُفقا نے دریافت کیا کہ آپ ابوعثمان مغربی کی خدمت میں کتنا عرصہ رہے تو انہوں نے اس کو تیز نظر سے دیکھا اور فرمایا کہ

میں ان کا مصاحب نہیں رہا بلکہ ایک مدت تک ان کی خدمت میں رہا ہوں۔

اور جبکہ تمہاری صحبت میں کوئی ایسا شخص رہے جو مرتبہ میں تم سے کم ہے تو اس کے حقوق صحبت میں خیانت تمہاری جانب سے یہ ہے کہ اس کی حالت میں جو نقصان ہوا اس پر اس کو متنبہ نہ کرو۔ ابوخیر متیناتی نے جعفر بن محمد بن نصیر کے پاس لکھ کر بھیجا کہ فقراء (یعنی مریدین) کے جاہل رہنے کا وبال تم لوگوں پر ہے کیونکہ تم لوگوں نے اپنے نفوس کے ساتھ مشغول ہو کر ان کی اصلاح کو چھوڑ دیا جس سے وہ جاہل رہ گئے اور جب تم کسی ایسے شخص کی صحبت میں ہو جو درجے میں تمہارے برابر ہے تو (صحیح) راستہ تمہارے لئے یہ ہے کہ اس کے عیوب سے چشم پوشی اور جب تک ممکن ہو ان کے ہر فعل وقول کو تاویل کر کے کسی اچھے محمل پر محمول کرو اگر کوئی تاویل نہ ہو سکے تب بھی اپنے نفس کا قصور سمجھو اور اس کے ساتھ نرمی اور موافقت کا معاملہ کرتے رہو۔

میں نے استاد ابوعلی دقاق رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے فرماتے کہ احمد بن ابی الحواریؒ نے فرمایا کہ میں نے ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ سے ذکر کیا کہ فلاں شخص کو میرا دل قبول نہیں کرتا۔ حضرت سلیمان نے فرمایا کہ دل میرا بھی اس کو قبول نہیں کرتا۔ لیکن اے احمد! شاید یہ آفت خود ہمارے نفس کی ہو کہ ہم چونکہ زمرہ صالحین سے نہیں ہیں اس لئے صالحین سے ہمیں محبت بھی نہیں (مطلب یہ تھا کہ شاید وہ شخص صالح ہو اور ہمارا دل اس کو قبول نہ کرتا ہو کہ ہم صالح نہیں ہیں)۔

اور یوسف بن حسین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ میں کیسے شخص کی صحبت میں رہوں۔ فرمایا کہ اس کی صحبت میں رہو جس سے تم اپنا کوئی مخفی سے مخفی بھید جس کی خداوند تعالیٰ کو خبر ہے نہ چھپاؤ۔

طہارت و پاکی زینہ ہے

حضرت مولانا شرف الدین یحییٰ منیری نوراللہ مرقدہٗ

خدائے تعالیٰ کی رضامندی طلب کرنے کی راہ میں تم مضبوطی سے قائم رہو۔

برادرِ عزیز! تم اس بات کو اچھی طرح جان لو کہ دونوں جہاں میں آدمی کی قدر طہارت سے ہوتی ہے۔ ہر قسم کی دولت ہر طرح کی سعادت کا زینہ یہی طہارت و پاکی ہے اور آلائش و آلودگی وہ بُری شے ہے کہ پیغمبروں، اور صدیقوں کی راہ سے بہت دور ہے۔ چنانچہ شریعت کا فتویٰ اسی پر ہے کہ ''بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلَی النَّظَافَۃِ'' (بنائے اسلام ہی پاکی پر ہے) وہ کسی قسم کی آلودگی کو قبول نہیں کرسکتا۔ اور نہ جمال اپنا کسی آلودۂ روزگار کو دکھا سکتا۔ کب کی بات ہے کہ اس آیت کی قہارانہ سیاست نے جتنے جتنے آلودۂ نجاست ہیں سبھوں کو حلقۂ اسلام سے باہر کردیا ہے۔ ''لَا یَمَسُّہٗ اِلَّا الْمُطَہَّرُوْنَ'' (پاک لوگوں کے سوا اس کا چھونا منع ہے) اور خاکِ مصیبت ہمارے سروں پر ڈال دی ہے بہرکیف اس راہ کا دستورالعمل یہ ہے کہ بدن کپڑا پاک صاف، کھانا پانی حلا ہونا چاہئے۔ اس کے علاوہ حواس خمسہ کا گناہ معصیت وخلافِ شرع سے پاک و مصفّٰی رہنا ضروری ہے پھر دل بھی اوصافِ ذمیمہ سے جیسے بخل ہے، حسد ہے، حقد، ان کے علاوہ جتنی بھی بُری صفات ہیں سبھوں سے پاک وصاف ہونا لازمی ہے۔ خیر، اجمالاً تین قسم کی طہارت ہوئی۔ تن، جامہ، لقمہ جب وہ حلال ہوگیا، تو مرید نے ایک قدم دین کی راہ طے کرلی۔

حواس خمسہ جب خلاف ومعصیت سے پاک ہوگئے تو مرید نے دوقدم دین کی راہ طے کرلی، جب دل اوصافِ ذمیمہ سے پاک ہوگیا، تو مرید نے تین قدم دین کی راہ طے کی۔ توبہ کی حقیقت یہاں پر کھلتی ہے۔ اور مرید حقیقۃً اس مقام پر پہنچ کر تائب ہوجاتا ہے۔ اصطلاحِ تصوف میں گردش اسی کو کہتے ہیں۔ یعنی پلیدی اور آلودگی دور ہوگئی، پاکی ظاہر ہوئی گویا سمجھنا چاہئے کہ مرید میکدہ تھا مسجد ہوگیا، بت خانہ تھا صومعہ ہوگیا، دیوتھا آدمی ہوگیا، خاک تھا زرِ خالص ہوگیا، شب تار تھا روزِ روشن ہوگیا۔ اب مرید کا کہنا ہے۔ اس مقام میں پہنچ کر مرید کے آسمانِ دل پر آفتاب ایمان طلوع ہوتا ہے، اور اسلام اپنا جمال دکھاتا ہے۔ دربارِ معرفت میں مرید کی رسائی ہوتی ہے۔ مگر بغیر اِن طہارتوں کے جن کا ذکر اوپر گذرا مرید اگر قائم اللیل ہے تو ہوا کرے یا صائم الدہر ہے تو ہوا کرے، یا عابد وزاہدِ وقت تو ہوا کرے۔ سارا عمل رسم وعادات، یا ماں باپ کی تقلید پر محمول ہوگا۔

حضرت تھانوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

”اے مسلمانو! تم ترقی کیلئے ہمیشہ یہ دیکھو کہ مسلمانوں کو ترقی کیونکر ہوئی، یہ ہرگز نہ دیکھو کہ کفار کی ترقی کیونکر ہوئی، کیونکہ ہر قوم کا مزاج باطنی الگ ہے۔ تم اسلام کے بعد لطیف المزاج ہوگئے ہو، تمہارا مزاج شاہانہ ہوگیا ہے تم کو وہ صورت مفید نہ ہوگی جو کفار کو مفید ہے، تم ایسے ہو جیسے سر کی ٹوپی کہ جہاں اس میں ذرا سی ناپاکی لگی فوراً اُتار کر پھینک دی جاتی ہے اور اگر جوتے میں ناپاکی لگ جائے تو اس کو نہیں پھینکتے، اسی طرح حق تعالیٰ تم کو ناپاکی اور گندگی میں ملوث نہیں دیکھنا چاہتا۔ جن لوگوں نے حضرات صحابہ کی ترقی کا حال تاریخ میں دیکھا ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ ان حضرات کو محض دین کی اتباع کی وجہ سے ترقی ہوئی“۔

ماہنامہ دعوۃ الحق
جمادی الاولیٰ ۱۴۴۴ھ دسمبر 2022ء

اخلاقِ سلف

عارف باللہ حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتاپگڈھی نور اللہ مرقدہٗ

سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو جب نماز کا وقت قریب آتا تو نہایت بے چینی ہوتی اور رنگ تبدیل ہوجاتا اور کانپنے لگے۔ جب آپ سے اس کے متعلق سوال ہوا تو آپ نے فرمایا، تم نہیں جانتے یہ وقت اس امانت کی ادائیگی کا ہے جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے زمین اور آسمان پر پیش کی تھی اور انھوں نے انکار کردیا تھا لیکن انسان نے اُسے اٹھایا۔ سو میں نہیں جانتا کہ جو بوجھ میں نے اُٹھایا تھا اسے اچھی طرح ادا کیا یا نہیں۔

فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ مجھے ان لوگوں پر تعجب ہے، اگر میرا بیٹا مرجائے تو ہزار سے بھی زیادہ لوگ تعزیت کیلئے آئیں لیکن اگر جماعت کی نماز جاتی رہتی ہے تو کوئی تعزیت کو نہیں آتا بخدا میرے نزدیک جماعت کا چھوٹنا عاقل، بالغ، عالم باعمل لڑکے کے مرجانے سے بھی سخت ہے۔

محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں دنیا میں دو باتوں کا آرزومند ہوں اول نیک دوست، کہ جب میں کوئی غلطی کروں تو مجھے راہ راست پر لائے۔ اور دوسری، جب تک میں زندہ رہوں میری جماعت نہ جائے۔

اے دوست! اپنے آپ میں غور کر اور سوچ، کیا تو بھی ان لوگوں کی طرح نماز خشوع کرتا ہے یا نہیں؟ اور اللہ سے بکثرت استغفار کر۔ والحمد للہ رب العٰلمین

جمادی الاولیٰ ۱۴۴۴ھ

ماہنامہ دعوۃ الحق
جمادی الاولیٰ ۱۴۴۴ھ دسمبر 2022ء

کلماتِ عقیدت مبنی
بر حقیقت در شانِ خانقاہِ کلیمیہ علی گڑھ

حضرت مولانا محمد کبیر الدین صاحب، ہبلی کرناٹک

''علی گڑھ'' ہے دربارِ رشد و ہدایت
یہاں خود ہی ملتی ہے توفیق طاعت

یہاں اک محلہ ہے ''ہاؤس انونہ''
جو ہے خانقاہوں کا اعلیٰ نمونہ

محبت کا، شفقت کا ہر سو سماں ہے
کہ اُکتاتی ہرگز نہیں ہے طبیعت

کسی کو کسی سے عداوت نہیں ہے
اُخوت، رفاقت، محبت محبت

مریدین میں ہے اُخوت کا جذبہ
کریں بڑھ کے خدمت سبھوں کی ہے چاہت

اِدھر کوئی مصروفِ ذکر و تلاوت
اُدھر کوئی سالک ہے غرقِ عبادت

رذائل یہاں آکے مٹتے ہیں یکسر
صفاتِ حمیدہ، فضائل شرافت

یہاں کچھ دنوں کی جو پا جائے صحبت
اناڑی بھی پا جائے پوری لیاقت

بجز مغز ماری نہ پائیگا کچھ بھی
جو رکھے نہ مرشد سے سچی محبت

یہاں بھول جاتے ہیں گھر اہلِ ثروت
کہ ہے اعلیٰ درجہ کی ہوتی ضیافت

اثر دل پہ کرتی ہے لہجہ کی نرمی
کہ کرتا ہے ہر دل گنہ پہ ندامت

وہ مغرب سے پہلے کی مجلس سہانی
وہ پر مغز حضرت کی پیاری نصیحت

بچو بدظنی، بدگمانی سے ہر دم
کرو بھول کر نہ کسی کی بھی غیبت

زباں ذاکر و قلب شاکر ہمیشہ
چمکتا ہے پیشانی پہ نور طاعت

اکابر بھی آتے ہیں، یاں دست بستہ
کہ حاصل ہے حضرت کو تاج ولایت

شبِ جمعہ کی یاں بہاریں نہ پوچھو
نبی پہ سلام و درودوں کی کثرت

جو لاکھوں مریضوں کی وجہ شفا ہیں
الٰہی عطا کردے حضرت کو صحت

تمنا ہے اکبر کی یارب عطا کر
اسے دونوں عالم میں حضرت کی صحبت

ماہنامہ دعوۃ الحق
جمادی الاولی ۱۴۴۴ھ دسمبر 2022ء

پردہ کے چند ضروری مسائل

فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی نور اللہ مرقدہ

سوال: ہمارے علاقہ میں اکثر عورتیں تقریباً ہر روز اکثر کنگھی کرنے کے بعد میں پھول لگالیتی ہیں، یقیناً اس میں خوشبو بھی ہوتی ہے، جو نامحرم کو بھی متوجہ کرسکتی ہے، لہٰذا اس کا استعمال جائز ہے یا کہ ناجائز ہے؟

جواب: اگر وہ مکان سے باہر نامحرموں میں اس طرح جائیں تو اس کی اجازت نہیں ہے۔

سوال: پردہ دار عورت بہنوئی، بھائی، پھوپھا، چچا، دیور سے پردہ کس حد تک کرے یعنی شریعت میں اس کا کیا درجہ؟ اور ہاتھ صرف گٹوں تک اور چہرہ کھول کر سامنے آجائے تو کچھ حرج تو نہیں ہے، یعنی ان لوگوں سے کس درجہ تک پردہ ہے؟

جواب: بھائی اور چچا سے پردہ نہیں، بہنوئی، پھوپھا، چچازاد بھائی وغیرہ سے پردہ ہے بالکل ان کے سامنے نہ آئے، اگر ایک ہی مکان میں رہتے ہوں اور مکان کی تنگی ہو تو مجبوراً اتنا پردہ بھی کافی ہے کہ چہرہ ہاتھ نہ کھولے، بلکہ گھونگٹ کرے، اور تنہائی میں ایک جگہ ان کے ساتھ نہ ہو، اور بے تکلفی ہنسی مذاق نہ کرے۔

سوال: کچھ لوگوں نے ایسا مشہور کر رکھا ہے کہ نکاح کے بعد رخصتی سے پہلے جس سے نکاح ہوا ہے، اس سے پردہ ضروری ہے تو اس کی کیا اصلیت ہے؟

جواب: عورت کا جس مرد سے نکاح ہوگیا وہ اس کا شوہر ہوگیا، اگرچہ ابھی رخصتی نہ ہوئی ہو، اس سے پردہ نہیں۔

پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیارا طریقہ

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ

نماز کی (۵۱) سنتیں--قرأت کی (۷) سنتیں

۱) تعوّذ یعنی اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھنا۔

۲) تسمیہ یعنی ہر رکعت کے شروع میں بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھنا۔

۳) چپکے سے ''آمِیْن'' کہنا۔

۴) فجر اور ظہر میں طوالِ مفصل یعنی سورۂ حجرات سے سورۂ بروج تک، عصر اور عشاء میں اوساطِ مفصل یعنی سورۂ بروج سے سورۂ لم یکن تک اور مغرب میں قصارِ مفصل یعنی سورۂ لم یکن سے سورۂ ناس تک کی سورتوں میں کوئی سورۃ پڑھنا۔

۵) فجر کی پہلی رکعت کو طویل کرنا۔

۶) ثناء، تعوّذ، تسمیہ اور آمین کو آہستہ کہنا۔

(پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری سنتیں)

ماہنامہ دعوۃ الحق
جمادی الاولیٰ ۱۴۴۴ھ دسمبر 2022ء

گناہ اور اس کے نقصانات

شیخ الحدیث عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آج ہم لوگ زہر کھا رہے ہیں یعنی بڑے بڑے گناہوں میں مبتلا ہیں مگر اس کا تریاق وعلاج یعنی توبہ وشریعت وسنت پر عمل کے لئے تیار نہیں ایسی صورت میں زہر کھانے والا کب تک صحت مند رہ سکتا ہے جس طرح زہر کے استعمال کرنے سے زندگی کے بجائے موت آجاتی ہے اسی طرح ان گناہوں میں سے ایک ایک گناہ یہ بھی جنت کی زندگی کے بجائے جہنم میں پہنچا دیتا ہے اگر اللہ تعالیٰ فضل نہ فرمائے۔

چند گناہ کبیرہ جن پر وعیدیں آئی ہیں۔ جو بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے اور ایک گناہ بھی جہنم میں لے جانے کے لئے کافی ہے۔

(۳) کسی کو بُرے لقب سے پکارنا۔

یعنی کسی کو اس کے نام سے نہ پکار کر اس کے اندر جو برائی ہے اس سے اس کو پکارنا جیسے اونگڑے اوموٹے اوکالے وغیرہ۔ اس کی آہ سے اللہ ہماری شکل بگاڑ سکتا ہے۔

(۴) بدگمانی کرنا۔

یعنی کسی شخص کے بارے میں اچھا سوچنے کے بجائے غلط سوچنا مثال کے طور پر مسجد میں آکر اگر کسی نے سنتیں نہیں پڑھیں تو یہ سوچے کہ گھر سے پڑھ کر آیا ہوگا یہ نہ سوچے کہ سنتیں نہیں پڑھتا ہے۔

گناہ کے نقصانات

(۸۰) خیانت کرنے سے دشمن کا رعب ڈال دیا جاتا ہے۔

(۵) الایمان بالیوم الاخر

نظر فرمودہ شیخ الحدیث عارف باللہ حضرت اقدس مولانا الحاج الشاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

قیامت کے بارے میں عقیدے

عقیدہ کی تعریف: دین کی وہ اصولی اور ضروری باتیں جن کا جاننا اور دل سے ان پر یقین کرنا ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے۔

عقیدہ:۴ قیامت سے پہلے ''یاجوج وماجوج'' جو بڑے زبردست آدمی ہیں وہ تمام زمین پر پھیل پڑیں گے، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بددعاء سے ان پر اللہ کا قہر اترے گا اور وہ قہر سے ہلاک ہوجائیں گے، اور ایک خاص دھواں ظاہر ہوگا جو لوگوں پر چھاجائے گا اور سورج مغرب کی طرف سے نکلے گا۔

عقیدہ:۵ ایک عجیب طرح کا جانور زمین سے نکلے گا اور آدمیوں سے باتیں کرے گا، قرآن مجید اُٹھالیا جائے گا اور چند روز میں تمام مسلمان مرجائیں گے اور تمام دنیا کافروں سے بھر جائے گی۔ اس کے علاوہ اور بہت سی باتیں ہوں گی۔

عقیدہ:۶ جب قیامت کی ساری نشانیاں پوری ہوجائیں گی تو حضرت اسرافیل علیہ السلام اللہ کے حکم سے صور پھونکیں گے جس سے تمام زمین آسمان پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہوجائیں گے، تمام مخلوقات مرجاویں گی اور جو مرچکے ہیں ان کی روحیں بے ہوش ہوجائیں گی، مگر اللہ تعالیٰ کو جن کا بچانا منظور ہوگا وہ اپنے حال پر رہیں گے، اسی کیفیت پر ایک مدت گزر جائے گی یہ حال پہلی مرتبہ صور پھونکنے کے بعد ہوگا۔

DAWAT-UL-HAQ

#43 Mulla Street, Pernambut - 635 810. (Vellore Dist.)
Email: mudeer@dawatulhaq.in Phone: 04171-231292
www.dawatulhaq.in

FOR PRIVATE CIRCULATION ONLY

جواہر حکمت

وہ ریا جس پر زاہد تھے طعنہ زن
پہلے عادت پھر عبادت ہوگئی
جا کے بہلاؤں الٰہی دل کہاں
اب تو وحشت میری فطرت ہوگئی

(حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ)